# 'ارمغانِ حجاز'

## عرضِ مرتب!

علامہ اقبالؒ کے وصال کے قریباً سات ماہ بعد یعنی نومبر ۱۹۳۸ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ چوہدری محمد حسین باجوہ نے اوّل اور آخر اسے مرتّب کر کے شائع کیا۔ اس مجموعۂ کلام کے دو واضح حصّے ہیں، ایک حصّہ فارسی رُباعیات پر مشتمل ہے اور دُوسرا حصّہ اُردو قطعات و منظومات پر۔ دونوں حصّوں کی فضا ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہے۔ حصّۂ فارسی 'ایک درماندہ راہرو کی صدائے دردناک' اور حصّۂ اُردو 'آوازِ رحلِ کارواں' ہے۔ دونوں کا ماحول ایک دوسرے سے یکسر جُدا ہے۔ حصّۂ اُردو کا مطالعہ ہندی مسلمانوں کو صحتِ فکر، اُن کی سیاسی تربیت اور اُنھیں دورِ حاضر کے ثقافتی، فکری اور نفسیاتی مسائل کو ایک بالغ نظر مسلمان کی حیثیت سے سمجھنے اور سلجھانے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ 'ارمغانِ حجاز' کی تخلیق کا زمانہ اقبالؒ کی فکری پختگی کی انتہا کا زمانہ ہے۔ اس کا حصّۂ اُردو، اقبالؒ کی رفعتِ فکر کے ساتھ ساتھ اُن کے کمالِ فن کا بھی اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ آغاز میں 'ابلیس کی مجلسِ شوریٰ' کے عنوان سے وہ شاہکار نظم ہے جس کی مثال شائد دنیا کی کسی زبان کے لٹریچر میں موجود نہیں۔ یہ نظم سیاسیاتِ عالم کو سمجھنے، اسلام دشمن طاقتوں کی چالوں کو بھانپنے اور اُن کے بچھائے ہوئے دامِ فریب سے بچنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ خاتمۃ الکتاب 'ملّازادہ ضیغم لولابی کشمیری' کے بیاض پر ہوتا ہے۔ اس کا ہر قطعہ، ہر منظومہ اک جامِ جہاں نما ہے جس کے ذریعہ ہم کوائفِ کشمیر اور سیاسیاتِ عالم کو بخوبی اور با آسانی دیکھ سکتے ہیں۔ آج تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں جگر داری اور جاں سپاری کے جو مناظر نظر آتے ہیں وہ دراصل فکرِ اقبال ہی کا فیضان ہے۔ ؎

نصیبِ خطّہ ہو یا رب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فَقر میں انداز ہوں کلیمانہ

4672

'ارمغانِ حجاز' ایسا فانوس ہے جس کی روشنی سے مسلمانانِ ہند نے اپنے دل و دماغ کے دریچے اور

نہاں خانے منور کیے۔ اس میں مرقوم ہر مصرعے کو مشعلِ راہ بنایا۔ اس کے مضامین کو ایک مرشدِ کامل کی زبان سے ادا ہونے والے ملفوظات کی مانند معتبر و محترم مانا۔ اور انھیں اپنا راہنمائے فکر و عمل بنا کر بیدار مغزی سے سیاسی جدوجہد کی اور مختصر سے عرصے میں پاکستان جیسی عظیم الشان مملکت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

مُلّا ضیغم کی بیاض اہلِ کشمیر کو سونپ کر اقبالؒ ہمیں داغِ مفارقت دیتے ہوئے تین انمول موتی، تین مختصر نظموں کی شکل میں عطا کر تے گئے۔ ایک موتی وہ قطعہ ہے جو سابق ریاستِ حیدر آباد دکن کے وزیرِ اعظم سر اکبر حیدری کی رعونت کا پُرزور اِسترداد ہے۔ دوسرا قطعہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنی کے نظریہ متحدہ قومیت کی تغلیط اور تیسرا وہ قطعہ جو 'حضرتِ انسان' کے عنوان سے انسان کے احسنِ تقویم اور مقصودِ کائنات ہوتے ہوئے بے حد اختیار اور ناپائیدار ہونے کا شکوہ کرتے ہوئے اِس استفسار پر ختم ہوتا ہے۔ ؎

اگر مقصودِ کُل مَیں ہُوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نَو بہ نَو کی انتہا کیا ہے؟ 4719

دبستانِ اقبال

# ارمغانِ حجاز

اُردو

اقبالؔ

دبستانِ اقبال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست



| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر | شعر نمبر |
|---|---|---|---|
| 1 | اِبلیس کی مجلسِ شُوریٰ | 1/719 | 4465 |
| 2 | بُڈّھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو | 12/730 | 4529 |
| 3 | تصویر و مُصوّر | 14/732 | 4540 |
| 4 | عالمِ برزخ | 16/734 | 4548 |
| 5 | معزول شہنشاہ | 19/737 | 4565 |
| 6 | دوزخی کی مُناجات | 20/738 | 4568 |
| 7 | مسعود مرحوم | 21/739 | 4574 |
| 8 | آوازِ غیب! | 24/742 | 4595 |

# رُباعِیات


| | | | |
|---|---|---|---|
| 9 | مری شاخِ امَل کا ہے ثمر کیا | 27/745 | 4602 |
| 10 | فراغت دے اُسے کارِ جہاں سے | 27/745 | 4604 |
| 11 | دِگرگُوں عالَمِ شام وسَحَر کر | 28/746 | 4606 |
| 12 | غریبی میں ہُوں محسودِ امیری | 28/746 | 4608 |
| 13 | خِرد کی تنگ دامانی سے فریاد | 28/746 | 4610 |
| 14 | کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے | 29/747 | 4612 |
| 15 | کُہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد | 29/747 | 4614 |
| 16 | حدیثِ بندۂ مومن دل آویز | 29/747 | 4616 |
| 17 | تمیزِ خار و گُل سے آشکارا | 30/748 | 4618 |
| 18 | نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی | 30/748 | 4620 |
| 19 | ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟ | 30/748 | 4622 |
| 20 | خِرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے | 31/749 | 4624 |
| 21 | کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر | 31/749 | 4626 |

# مُلّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض


| | | | |
|---|---|---|---|
| 22 | پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہُوا سیماب! | 33/751 | 4628 |
| 23 | موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام | 34/752 | 4633 |
| 24 | آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر | 35/752 | 4636 |
| 25 | گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہُو | 35/753 | 4640 |
| 26 | دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں | 36/754 | 4644 |
| 27 | رِندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات | 36/754 | 4647 |
| 28 | نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری | 37/755 | 4650 |
| 29 | سمجھا لہُو کی بُوند اگر تُو اسے تو خیر | 38/756 | 4654 |
| 30 | کُھلا جب چمن میں کتب خانۂ گُل | 38/756 | 4657 |
| 31 | آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ | 39/757 | 4664 |
| 32 | تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ | 40/758 | 4669 |
| 33 | دِگرگُوں جہاں اُن کے زورِ عمل سے | 41/759 | 4674 |
| 34 | نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا | 42/760 | 4679 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 35 | چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی | 43/761 | 4685 |
| 36 | ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ | 44/762 | 4691 |
| 37 | حاجت نہیں اے خطّۂ گُل شرح و بیاں کی | 45/763 | 4697 |
| 38 | خود آگاہی نے سِکھلادی ہے جس کو تن فراموشی | 46/764 | 4701 |
| 39 | آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور | 46/764 | 4702 |
| 40 | غریبِ شہر ہوں مَیں، سُن تو لے مری فریاد | 46/764 | 4703 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | سر اکبر حیدری صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام | 48/766 | 4707 |
| 2 | حُسین احمد | 49/767 | 4711 |
| 3 | حضرتِ انساں | 49/767 | 4714 |


دبستانِ اقبال

# اُردو نظمیں

جہاں دیگر دگر کردد بیک مرد خود آگاہ
دبستانِ اقبال

دبستانِ اقبال

# اِبلیس کی مجلسِ شُوریٰ

۱۹۳۶ء

## اِبلیس

یہ عناصر کا پُرانا کھیل! یہ دُنیائے دُوں!
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمنّاؤں کا خوں! 4465

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھّا تھا جہانِ کاف و نوں 4466

مَیں نے دِکھلایا فرنگی کو مُلوکیّت کا خواب
مَیں نے توڑا مسجد و دَیر و کلیسا کا فسوں! 4467

مَیں نے ناداروں کو سِکھلایا سبق تقدیر کا
مَیں نے مُنعِم کو دیا سرمایہ داری کا جُنوں! 4468

کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو اِبلیس کا سوزِ دَرُوں 4469

جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کرسکتا ہے اُس نخلِ کُہن کو سرنگوں؟ 4470

## پہلا مُشیر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ ابلیسی نظام
پُختہ تر اس سے ہوئے خُوئے غلامی میں عوام 4471

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدّر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام 4472

آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام! 4473

یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا مُلوکیّت کے بندے ہیں تمام! 4474

طبعِ مشرق کے لیے موزُوں یہی افیون تھی
ورنہ 'قوّالی' سے کچھ کم تر نہیں 'علمِ کلام' 4475

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام! 4476

کس کی نومیدی پہ حُجّت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام!' 4477

## دُوسرا مُشیر

خیر ہے سُلطانیِ جمہور کا غوغا کہ شر؟
تُو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر! 4478

## پہلا مُشیر

ہُوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیّت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر 4479

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہُوری لباس
جب ذرا آدم ہُوا ہے خود شناس و خودنِگر 4480

کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
4481 یہ وجودِ میر و سُلطاں پر نہیں ہے منحصر

مجلسِ ملّت ہو یا پرویز کا دربار ہو
4482 ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر!

تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہُوری نِظام؟
4483 چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!

## تیسرا مُشیر

رُوحِ سُلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
4484 ہے مگر کیا اُس یہُودی کی شرارت کا جواب؟

وہ کلیمِ بے تجلّی! وہ مسیحِ بے صلیب!
4485 نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب!

کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
4486 مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!

دبستانِ اقبال

اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب! 4487

## چوتھا مُشیر

توڑ اس کا رومۃُ الکُبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دِکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب 4488
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہُوا
'گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب!' 4489

## تیسرا مُشیر

مَیں تو اُس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کِیا یوں بے حجاب! 4490

# پانچواں مُشیر

(اِبلیس کو مخاطَب کر کے)

اے ترے سوزِ نَفَس سے کارِ عالَم اُستوار
تُو نے جب چاہا، کِیا ہر پردگی کو آشکار 4491

آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
اَبلہِ جنّت تری تعلیم سے دانائے کار 4492

تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ مَحرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار 4493

کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے اَبد تک سرنِگون و شرمسار 4494

گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحِر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار 4495

وہ یہودی فِتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جُنوں سے تار تار 4496

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
4497 کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

چھا گئی آشُفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
4498 جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مُشتِ غبار

فِتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالَم ہے کہ آج
4499 کانپتے ہیں کوہسار و مَرغزار و جُوئبار

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
4500 جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

## اِبلیس

(اپنے مُشیروں سے)

دبستانِ اقبال

ہے مرے دستِ تصرّف میں جہانِ رنگ و بو
4501 کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بتُو

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
4502 مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہُو

کیا اِمامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
4503 سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو!

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
4504 توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سُبو

دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
4505 مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کُوچہ گرد
4506 یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشُفتہ مُو

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمّت سے ہے
4507 جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
4508 کرتے ہیں اَشکِ سَحَر گاہی سے جو ظالم وضُو

جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
4509 مزدکیّت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے

(۲)

جانتا ہُوں مَیں یہ اُمّت حاملِ قُرآں نہیں
4510 ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں

جانتا ہُوں مَیں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
4511 بے یدِبیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں

عصرِحاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
4512 ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں

الحذَر! آئینِ پیغمبرؐ سے سَو بار الحذَر
4513 حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
4514 نے کوئی فُغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
4515 مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب!
4516 پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!

چشمِ عالَم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
4517 یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں!

ہے یہی بہتر الٰہیّات میں اُلجھا رہے
4518 یہ کتابُ اللہ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

(۳)

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
4519 ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات!

ابنِ مریم مرگیا یا زندۂ جاوید ہے؟
4520 ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جُدا یا عینِ ذات؟

آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
4521 یا مجدّد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟

ہیں کلامُ اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
4522 اُمّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دَور میں
4523 یہ الٰہیّات کے تَرشے ہُوئے لات و منات؟
تم اسے بیگانہ رکھّو عالَمِ کردار سے
4524 تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مُہرے ہوں مات!
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
4525 چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
4526 جو چھُپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نَفَس ڈرتا ہُوں اس اُمّت کی بیداری سے مَیں
4527 ہے حقیقت جس کے دِیں کی احتسابِ کائنات!
مست رکھّو ذکر و فکرِ صُبحگاہی میں اسے
4528 پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

# بُڈّھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو

ہو تیرے بیاباں کی ہَوا تجھ کو گوارا
اس دشت سے بہتر ہے نہ دِلّی نہ بخارا 4529

جس سمت میں چاہے صفَتِ سیلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا 4530

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دَو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا 4531

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہُنَر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا 4532

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے مِلّت کے مقدّر کا ستارا 4533

محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غوّاص
کرتا نہیں جو صُحبتِ ساحل سے کنارا 4534

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا 4535

دنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درِندوں کو اُبھارا 4536

اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسا
اِبلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا 4537

تقدیرِ اُمَم کیا ہے؟ کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارا 4538

اخلاصِ عمل مانگ نیاگانِ کُہن سے
'شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را!' 4539

دبستانِ اقبال

# تصویر و مُصوّر

## تصویر

کہا تصویر نے تصویر گر سے
4540 نمائش ہے مری تیرے ہُنر سے
ولیکن کس قدر نامُنصفی ہے
4541 کہ تُو پوشیدہ ہو میری نظر سے!

## مُصوّر

گراں ہے چشمِ بینا دیدہ وَر پر
4542 جہاں بینی سے کیا گُزری شرَر پر!
نظر، درد و غم و سوز و تب و تاب
4543 تُو اے ناداں، قناعت کر خبر پر

دبستان اقبال

## تصویر

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیاتِ جاودانی 4544
نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزاوارِ حدیثِ لَنْ تَرَانِی 4545

## مُصوّر

تُو ہے میرے کمالاتِ ہُنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقش گر سے 4546
مرے دیدار کی ہے اِک یہی شرط
کہ تُو پنہاں نہ ہو اپنی نظر سے! 4547

# عالمِ برزخ

## مُردہ اپنی قبر سے

کیا شے ہے؟ کس امروز کا فردا ہے قیامت؟
اے میرے شبستانِ کُہن! کیا ہے قیامت؟ 4548

## قبر

اے مُردۂ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت! 4549

## مُردہ

جس موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت
اُس موت کے پھندے میں گرفتار نہیں مَیں 4550
ہر چند کہ ہوں مُردۂ صد سالہ ولیکن
ظُلمت کدۂ خاک سے بیزار نہیں مَیں 4551
ہو رُوح پھر اک بار سوارِ بدنِ زار!
ایسی ہے قیامت تو خریدار نہیں مَیں 4552

## صدائے غیب

نے نصیبِ مار و کژدُم، نے نصیبِ دام و دَد
ہے فقط محکوم قوموں کے لیے مرگِ ابَد! 4553

بانگِ اسرافیل اُن کو زندہ کر سکتی نہیں
رُوح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسَد 4554

مر کے جی اُٹھنا فقط آزاد مردوں کا ہے کام
گرچہ ہر ذی رُوح کی منزل ہے آغوشِ لَحد 4555

## قبر

### (اپنے مُردے سے)

آہ ظالم! تُو جہاں میں بندۂ محکوم تھا؟
مَیں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوزناک 4556

تیری مَیّت سے مری تاریکیاں تاریک تر
تیری مَیّت سے زمیں کا پردۂ ناموُس چاک! 4557

الحذَر، محکوم کی مَیّت سے سو بار الحذَر
4558 اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جانِ پاک!

## صدائے غیب

گرچہ برہم ہے قیامت سے نِظامِ ہست و بود
4559 ہیں اسی آشوب سے بے پردہ اَسرارِ وجود
زلزلے سے کوہ و دَر اُڑتے ہیں مانندِ سَحاب
4560 زلزلے سے وادیوں میں تازہ چشموں کی نمود
ہر نئی تعمیر کو لازم ہے تخریبِ تمام
4561 ہے اسی میں مشکلاتِ زندگانی کی کشود

## زمین

آہ یہ مرگِ دوام! آہ یہ رَزمِ حیات!
4562 ختم بھی ہو گی کبھی کشمکشِ کائنات!
عقل کو مِلتی نہیں اپنے بُتوں سے نجات!
4563 عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات!

خوار ہُوا کس قدر آدمِ یزداں صفات!
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات!
کیوں نہیں ہوتی سَحَر حضرتِ انساں کی رات؟ 4564

# معزول شہنشاہ

ہو مبارک اُس شہنشاہِ نِکو فرجام کو
جس کی قربانی سے اَسرارِ ملوکیّت ہیں فاش 4565
'شاہ' ہے برطانوی مندر میں اک مٹّی کا بُت
جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پُجاری پاش پاش! 4566
ہے یہ مُشک آمیز افیوں ہم غلاموں کے لیے
ساحرِ انگلیس! ما را خواجۂ دیگر تراش! 4567

# دوزخی کی مُناجات

اس دَیرِ کُہن میں ہیں غرض مند پُجاری
رنجیدہ بُتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدا یاد! 4568

پوجا بھی ہے بے سُود، نمازیں بھی ہیں بے سُود
قسمت ہے غریبوں کی وہی نالہ و فریاد! 4569

ہیں گرچہ بلندی میں عمارات فلک بوس
ہر شہر حقیقت میں ہے ویرانۂ آباد! 4570

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے
سیراب ہے پرویز، جِگر تَشنہ ہے فرہاد! 4571

یہ عِلم، یہ حِکمت، یہ سیاست، یہ تجارت
جو کچھ ہے، وہ ہے فکرِ مُلوکانہ کی ایجاد! 4572

اللہ! ترا شُکر کہ یہ خطّۂ پُرسوز
سوداگرِ یورپ کی غلامی سے ہے آزاد! 4573

# مسعود مرحوم

یہ مہر و مہ، یہ ستارے یہ آسمانِ کبود
کسے خبر کہ یہ عالَم عَدم ہے یا کہ وجود! 4574

خیالِ جادہ و منزل فسانہ و افسوں
کہ زندگی ہے سراپا رحیلِ بے مقصود! 4575

رہی نہ آہ، زمانے کے ہاتھ سے باقی
وہ یادگارِ کمالاتِ احمد و محمود! 4576

زوالِ علم و ہُنر مرگِ ناگہاں اُس کی
وہ کارواں کا متاعِ گراں بہا مسعود! 4577

مجھے رُلاتی ہے اہلِ جہاں کی بیدردی
فغانِ مُرغِ سَحَر خواں کو جانتے ہیں سُرود! 4578

نہ کہہ کہ صبر میں پنہاں ہے چارۂ غمِ دوست
نہ کہہ کہ صبر معمّائے موت کی ہے کشود! 4579

"دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
4580 زعشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است☆"

نہ مجھ سے پُوچھ کہ عمرِ گریز پا کیا ہے
4581 کسے خبر کہ یہ نیرنگ و سیمیا کیا ہے

ہُوا جو خاک سے پیدا، وہ خاک میں مستور
4582 مگر یہ غَیبتِ صغریٰ ہے یا فنا؟ کیا ہے؟

غبارِ راہ کو بخشا گیا ہے ذوقِ جمال
4583 خِرَد بتا نہیں سکتی کہ مُدّعا کیا ہے

دِل و نظر بھی اسی آب و گِل کے ہیں اعجاز؟
4584 نہیں، تو حضرتِ انساں کی انتہا کیا ہے؟

جہاں کی رُوحِ رواں لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُو
4585 مسیح و میخ و چلیپا، یہ ماجرا کیا ہے؟

قصاصِ خُونِ تمنّا کا مانگیے کس سے
4586 گُناہ گار ہے کون، اور خُوں بہا کیا ہے؟

☆ سعدیؒ

غمیں مشو کہ بہ بندِ جہاں گرفتاریم
4587 طلسم ہا شکنَد آں دلے کہ ما داریم!

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
4588 کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات!

خودی ہے زندہ تو دریا ہے بے کرانہ ترا
4589 ترے فراق میں مُضطر ہے موجِ نیل و فرات!

خودی ہے مُردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم
4590 خودی ہے زندہ تو سلطانِ جُملہ موجودات!

نگاہ ایک تجلّی سے ہے اگر محروم
4591 دو صد ہزار تجلّی تلافیِ مافات

مقامِ بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
4592 زمیں سے تا بہ ثُریّا تمام لات و منات!

حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
4593 نہ تیرہ خاکِ لحَد ہے، نہ جلوہ گاہِ صفات!

خود آگہاں کہ ازیں خاک داں بروں جَستند
طلسمِ مہر و سِپہر و ستارہ بشکستند! 4594

## آوازِ غیب!

آتی ہے دمِ صُبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ ادراک؟ 4595
کس طرح ہُوا کُند ترا نشترِ تحقیق؟
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟ 4596
تُو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شُعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک؟ 4597
مِہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک؟ 4598
اب تک ہے رواں گرچہ لہُو تیری رگوں میں
نے گرمیِ افکار، نہ اندیشۂ بے باک! 4599

روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں بیں نہیں ہوتی
4600 جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک!

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری!
4601 اے کُشتۂ سُلطانی و مُلّائی و پِیری!

دبستانِ اقبال

دبستانِ اقبال

# رُباعیات

ا

مری شاخِ اَمل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا 4602
کَلی گُل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صُبحِ فردا پر نظر کیا! 4603

فراغت دے اُسے کارِ جہاں سے
کہ چھُوٹے ہر نَفَس کے امتحاں سے 4604
ہُوا پِیری سے شیطاں کُہنہ اندیش
گُناہِ تازہ تر لائے کہاں سے! 4605

دِگرگُوں عالَمِ شام و سَحر کر
4606 جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر
رہے تیری خدائی داغ سے پاک
4607 مرے بے ذوق سجدوں سے حذَر کر!

۲

4608 غریبی میں ہُوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری!
4609 حذر اُس فقر و درویشی سے، جس نے
مسلماں کو سِکھا دی سربزیری!

خِرد کی تنگ دامانی سے فریاد
4610 تجلّی کی فراوانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظّارۂ غیر
4611 نِگہ کی نامسلمانی سے فریاد

جہان دیگر کہ دیدی من آں را دبستانِ اقبال

کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے
تہِ محرابِ مسجد سو گیا کون؟ 4612
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بُت کدے میں کھو گیا کون؟ 4613

کُہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
کہ ہے مردِ مسلماں کا لہُو سرد 4614
بُتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتشِ اَللّٰہ ھُو سرد! 4615

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز 4616
جگر پُرخوں، نفَس روشن، نگہ تیز!
میسّر ہو کسے دیدار اُس کا 4617
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز!

تمیزِ خار و گُل سے آشکارا
4618 نسیمِ صُبح کی رَوشن ضمیری!
حفاظت پھُول کی ممکن نہیں ہے
4619 اگر کانٹے میں ہو خُوئے حریری!

نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی
4620 کہ اصلِ زندگی ہے خود نُمائی
نہ دریا کا زیاں ہے، نے گُہر کا
4621 دلِ دریا سے گوہر کی جُدائی!

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟
4622 خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے؟
عبَث ہے شِکوۂ تقدیرِ یزداں
4623 تُو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

خِرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے
4624 جہاں رَوشن ہے نُورِ لَآ اِلٰہ سے
فقط اک گردشِ شام و سَحَر ہے
4625 اگر دیکھیں فروغِ مہر و مہ سے!

کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر
4626 کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
4627 مقام اپنی خودی کا فاش تر کر!

دبستانِ اقبال

دبستانِ اقبال

# مُلّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

## ا

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب!
4628 مُرغانِ سَحَر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب!
4628-ا اے وادیِ لولاب!

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب!
4629 دِیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب!
4628-ا اے وادیِ لولاب!

ہیں ساز پہ موقُوف نواہائے جگرسوز
4630 ڈھیلے ہوں اگر تار تو بے کار ہے مِضراب!
4628-ا اے وادیِ لولاب!

مُلّا کی نظر نُورِ فراست سے ہے خالی
4631 بے سوز ہے مَیخانۂ صُوفی کی مئے ناب!
4628-ا اے وادیِ لولاب!

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سَحَری سے
اس قوم میں مُدّت سے وہ درویش ہے نایاب! 4632

اے وادیِ لولاب! 4628-ا

## ٢

موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فنِ خواجگی کاش سمجھتا غلام! 4633

شرعِ مُلوکانہ میں جدّتِ احکام دیکھ!
صُور کا غوغا حلال، حشر کی لذّت حرام 4634

اے کہ غلامی سے ہے رُوح تری مُضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام 4635

## ٣

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر 4636

سینۂ افلاک سے اُٹھتی ہے آہِ سوز ناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سُلطان و امیر 4637

کہہ رہا ہے داستاں بیدردیِ ایّام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر 4638

آہ! یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خُدائے دیرگیر؟ 4639

۴

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہُو
تھرتھراتا ہے جہانِ چارسُو و رنگ و بو 4640

پاک ہوتا ہے ظن و تخمیں سے انساں کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو 4641

وہ پُرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سِیتا ہے اُنھیں بےسوزن و تارِ رَفو 4642

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیّت کا بُتِ سنگیں دل و آئینہ رُو 4643

## ۵

دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں
حیرت میں ہے صیّاد، یہ شاہیں ہے کہ دُرّاج! 4644
ہر قوم کے افکار میں پیدا ہے تلاطُم
مشرق میں ہے فردائے قیامت کی نمود آج 4645
فطرت کے تقاضوں سے ہُوا حشر پہ مجبور
وہ مُردہ کہ تھا بانگِ سرافیل کا محتاج 4646

دبستانِ اقبال

## ٦

رِندوں کو بھی معلوم ہیں صُوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات 4647

خودگیری و خودداری و گلبانگِ 'اَنا الحق'
4648 آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات
محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست'
4649 خود مُردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!

ے

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شَبّیری
4650 کہ فَقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
ترے دِین و ادب سے آ رہی ہے بوئے رُہبانی
4651 یہی ہے مرنے والی اُمّتوں کا عالَمِ پیری
شیاطینِ مُلوکیّت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
4652 کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری
چہ بے پروا گذشتند از نوائے صُبحگاہِ من
4653 کہ بُرد آں شور و مستی از سیہ چشمانِ کشمیری؟

## ٨

سمجھا لہُو کی بوند اگر تُو اسے تو خیر
دل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند 4654
گردش مہ و ستارہ کی ہے ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سَحَر کا ہے نقش بند 4655
جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند 4656

## ٩

کھُلا جب چمن میں کتب خانۂ گُل
نہ کام آیا مُلّا کو عِلمِ کتابی 4657
متانت شکن تھی ہوائے بہاراں
غزل خواں ہُوا پیرکِ اندرابی 4658

کہا لالۂ آتشیں پیرہن نے
کہ اسرارِ جاں کی ہوں مَیں بے حجابی 4659
سمجھتا ہے جو موت خوابِ لَحد کو
نہاں اُس کی تعمیر میں ہے خرابی 4660
نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیم خوابی 4661
حیات است در آتشِ خود تپیدن
خوش آں دم کہ ایں نُکتہ را بازیابی 4662
اگر ز آتشِ دل شرارے بگیری
تواں کرد زیرِ فلک آفتابی 4663

دبستانِ اقبال

۱۰

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک 4664

محکوم کا دل مُردہ و افسردہ و نومید
آزاد کا دل زندہ و پُرسوز و طرب ناک 4665

آزاد کی دولت دلِ روشن، نَفَسِ گرم
محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نم ناک 4666

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروّت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک 4667

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک 4668

## ١١

تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ!
کوئی بتائے یہ مسجد ہے یا کہ مَے خانہ! 4669

یہ راز ہم سے چُھپایا ہے میر واعظ نے
کہ خود حرم ہے چراغِ حرم کا پروانہ 4670

طلسمِ بے خبری، کافری و دیں داری
4671 حدیثِ شیخ و برہمن فسون و افسانہ

نصیبِ خطّہ ہو یا رب وہ بندۂ درویش
4672 کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

چھُپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
4673 گُہر ہیں آبِ وُلر کے تمام یک دانہ

## ۱۲

دِگرگُوں جہاں اُن کے زورِ عمل سے
4674 بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے

مُنجّم کی تقویمِ فردا ہے باطل
4675 گرے آسماں سے پُرانے ستارے!

ضمیرِ جہاں اس قدر آتشیں ہے
4676 کہ دریا کی موجوں سے ٹُوٹے ستارے!

زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے
نُمایاں ہیں فِطرت کے باریک اشارے 4677
ہمالہ کے چشمے اُبلتے ہیں کب تک
خِضَرؑ سوچتا ہے وُلَر کے کنارے! 4678

## ۱۳

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صُبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں 4679
کمالِ صِدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں 4680
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ اُمّتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں 4681
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں 4682

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں مَیں، لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں 4683
حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنُوں کی تدبیریں 4684

## ۱۴

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی 4685
دِگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جُنید و نگاہِ غزالی و رازی 4686
بحکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ ازلیست
بدینِ صعوہ حرام است کارِ شہبازی 4687
ہماں فقیہِ ازَل گُفت جُرّہ شاہیں را
بآسماں گرَوی با زمیں نہ پردازی 4688

منم کہ توبہ نہ کردم ز فاش گوئی ہا
ز بیمِ ایں کہ بسُلطاں کنند غمّازی 4689
بدستِ ما نہ سمرقند و نے بخارا ایست
دُعا بگو ز فقیراں بہ تُرکِ شیرازی 4690

## ۱۵

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں دِگرگُوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ 4691
کنارِ دریا خِضَرؑ نے مجھ سے کہا بہ اندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو، یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ 4692
حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
اُنھیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ 4693
غلام قوموں کے عِلم و عرفاں کی ہے یہی رمزِ آشکارا
زمیں اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گرُدوں ہے بے کرانہ 4694

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
4695 عمل سے فارغ ہُوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

مری اسیری پہ شاخِ گُل نے یہ کہہ کے صیّاد کو رُلایا
4696 کہ ایسے پُرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

## ۱۶

حاجت نہیں اے خطّۂ گُل شرح و بیاں کی
4697 تصویر ہمارے دلِ پُرخوں کی ہے لالہ

تقدیر ہے اک نام مکافاتِ عمل کا
4698 دیتے ہیں یہ پیغام خدایانِ ہمالہ

سرما کی ہواؤں میں ہے عُریاں بدن اس کا
4699 دیتا ہے ہُنر جس کا امیروں کو دوشالہ

اُمّید نہ رکھ دولتِ دنیا سے وفا کی
4700 رَم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ

## ۱۷

خود آگاہی نے سِکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اُس مردِ مجاہد پر زِرہ پوشی 4701

## ۱۸

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیرِ پدر خواہی بازوے پدر آور 4702

## ۱۹

غریبِ شہر ہوں مَیں، سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد 4703
مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد 4704

دبستانِ اقبال

گِلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے
4705 سمجھتا ہے مری محنت کو محنتِ فرہاد
"صدا☆ئے تیشہ کہ برسنگ میخورد دگر است
4706 خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است"

دبستانِ اقبال

☆'صدائے تیشہ' الخ یہ شعر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمتہ کے مشہور بیاض 'خریطۂ جواہر' میں ہے۔

# سر اکبر حیدری، صدرِ اعظم حیدرآباد دکن کے نام

'یومِ اقبالؒ' کے موقع پر توشہ خانۂ حضور نظام کی طرف سے، جو صاحب صدرِ اعظم کے ماتحت ہے ایک ہزار روپے کا چیک بطور تواضع وصول ہونے پر

تھا یہ اللہ کا فرماں کہ شکوہِ پرویز
4707 دو، قلندر کو کہ ہیں اس میں ملوکانہ صفات
مجھ سے فرمایا کہ لے، اور شہنشاہی کر
4708 حُسنِ تدبیر سے دے آنی و فانی کو ثبات
مَیں تو اس بارِ امانت کو اُٹھاتا سرِ دوش
4709 کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات
غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول
4710 جب کہا اُس نے یہ ہے میری خدائی کی زکات!

## حُسین احمد

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں، ورنہ
ز دیوبند حُسین احمد ایں چہ بوالعجبی است! 4711
سُرود بر سرِ منبر کہ مِلّت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدِؐ عربی است! 4712
بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است! 4713

## حضرتِ انسان

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی!
کوئی شے چھُپ نہیں سکتی کہ یہ عالَم ہے نورانی 4714
کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسّم ہائے پنہانی! 4715

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
4716 کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عُریانی

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اَشکِ خُونیں سے
4717 کِیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی!

فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
4718 غَرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی

اگر مقصودِ کُل مَیں ہُوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
4719 مرے ہنگامہ ہائے نَو بہ نَو کی انتہا کیا ہے؟

جہاں دیگر کن ادا گردد بر خویش آراء
دبستانِ اقبال